نزار قبانی کی رومانوی نظمیں

ڈاکٹر سفیر حیدر، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون قادر، صدرِ شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Nazaar Qabani is a one the most popular Arab poets of 20th century. His poetry has two major shades; romantic and revolutionary. In this article the romantic aspect of his poems has been discussed with reference to his chief them love.

''میں نے دنیا بھر کے بچوں کو سکھائے
تمہارے نام کے ہجے
اور ان کے ہونٹ
چیری کے درختوں میں تبدیل ہو گئے [1]

عرب کے مقبول شاعر نزار قبانی کی انقلابی شاعری ہر آزادی پسند دل کی دھڑکن بن گئی اور جب اس کی اشاعت پر پابندی تھی تو لوگ آستینوں میں اس کی نظموں کے ایڈیشن لیے پھرتے تھے۔ اسی طرح نزار قبانی کی رومانوی نظمیں بھی شاعری کے اس افق پر طلوع ہونے والا انوکھا تجربہ ہیں۔ نزار قبانی کی ''محبت کی ایک سو ایک نظمیں'' ایک منفرد اور خوبصورت کتاب ہے۔ اردو والوں کے لیے یہ تحفہ منو بھائی نے ۱۹۹۹ء میں پیش کیا تھا۔

منو بھائی کو بطور کالم نویس، ڈرامہ نگار اور شاعر شناخت کرنے والے یہاں ان کے ترجمے کی داد دیے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کیونکہ ایک بات بہت کہی جاتی ہے اور اس میں صداقت بھی بہت ہے کہ ''شاعری کے ترجمے میں جو چیز سب سے پہلے مرتی ہے، وہ خود شاعری ہے۔'' لیکن رومی ترجمے کے بعد کتنا زیادہ بچ سکتا ہے وہ بھی ہم نہیں جانتے ہیں۔ رومی کے انگریزی تراجم (تمام تر تہذیبی، جغرافیائی، روحانی تضادات کے باوجود) بھی پوری دنیا کو مست کیے ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ کوئی فارمولا نہیں ہے کہ شاعری ترجمہ ہو کے مر ہی جائے گی ہاں زخمی تو لازمی ہو گی لیکن بڑا جذبہ اور بڑا شاعر بسا اوقات زخم خوردہ ہو کر اور زیادہ پراثر بن جاتا ہے۔ یہاں رومی کے جو ترجمے این میری شمل نے "Look this is Love" [2] کے نام سے کیے ہیں ان میں کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں اور اسی طرح ایرش فریڈ کی یہ نظم جو جرمن زبان میں کہی گئی ہے کیا ترجمے کے بعد اپنی تاثیر کھو بیٹھی ہے۔

''میں نے پتھروں سے کہا

تم انسان کیوں نہیں بن جاتے؟
کہنے لگے:
ہم میں ابھی اتنی سختی نہیں آئی''

لیکن فی الحال نزار قبانی کی شاعری کو رومانوی تناظر میں دیکھیں تو جدید شاعری میں ایسی زندہ ترجمہ شاعری کی مثالیں بہت کم ہیں اور اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ مروجہ تراکیب وتشبیہات سے دامن بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور دوسری قابلِ کشش وجہ یہ ہے کہ اس نے محبت کے آفاقی جذبے کے لمس کی تجسیم،اس تجربے کے ماورائی پہلو کو اپنی ذات کا حصّہ بنا کر کی ہے۔اس کی نظموں کی ایک ایک سطر الہام کے اس سر چشمے کی جانب اشارہ کرتی ہے جہاں مکمل سپردگی ہے،کوئی ابہام نہیں اور محبت کا خالص تجربہ ہے جو حقیقت اور مجاز کی روایتی تقسیم سے ماوراء ہے۔اظہار محبت کی بات ہو رہی ہو تو وہ چاہتا ہے کہ اس کا منہ کلیسا بن جائے اور اس کے الفاظ اس کلیسا میں گونجنے والی گھنٹیاں اور ان گھنٹیوں کی گونج ان نظموں میں ملاحظہ کیجئے:

تمہاری محبت
جو تمہاری آنکھوں جیسی اتھاہ گہرائی رکھتی ہے

انتہا ہے
روحانی ہے
مقدس ہے
تمہاری محبت
پیدائش اور موت جیسی ہے
جو دہرائی نہیں جاسکتی۔''[۳]

☆

''میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں
اور تمہارے ساتھ ویسے ہی جڑا ہوا ہوں
جیسے انار کے ساتھ اس کی جلد
جیسے آنکھ کے ساتھ آنسو
جیسے زخم کے ساتھ خنجر!

''جب پیار کرتا ہوں
ایک سیال روشنی بن جاتا ہوں

''میں تمہیں پہنتا ہوں
کسی بدو کے بازو پر کھدے ہوئے
نقش ونگار کی طرح''۴

محبت میں فرد کو عام اور سطحی زندگی سے ماوراء لے جانے کی اہلیت اس کی صداقت کی شرط ہے۔ غالب بھی جب کہتے ہیں کہ ''نینداس کی ہے.....' تو شاید یہی مطلب ہے کہ جس کے شانوں پر محبوب کی زلفیں پریشاں ہو جائیں اس کی نیند تردّد، پریشانی، بڑبڑاہٹ، خوف اور بے چینی سے پاک ہوتی ہے۔نزار قبانی کے یہاں محبت فرد کو کس طرح آزاد لمحے بخشتی ہے دیکھئے۔

''جب تم ہنستی ہو
تو میں آسمان کو بھول جاتا ہوں''۵

نزار قبانی کے یہاں محبت، عاشق کے وجود میں کایا کلپ کا باعث بنتی ہے اور اس کے وجود کو وسعت دے کر کون ومکان تک پھیلا دیتی ہے اور پھر اس طرح کی معجز نمائی کا مظہر بنتی ہے۔

''جب میں محبت میں گرفتار ہوا
تو خدا کی بادشاہت بدل گئی
شفق میرے لبادے میں سوگئی
اور سورج مغرب سے طلوع ہوا''۶

'میں ناہیں سب توں' کا ورد بھی نزار کے یہاں ہے وہ اپنی پیدائش کے دن کو جسم کی پیدائش کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی محبت کی قبولیت کے لمحے سے شناخت کرتا ہے۔ وجودیوں کے یہاں جو "Choice" کا تصور ہے فرد کی زندگی کے آغاز کے حوالے سے۔نزار کے یہاں وہ 'فیصلہ' حسن کی عدالت سناتی ہے کہ عاشق کی زندگی کا لمحہ آغاز کیا ہے اسی لیے وہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ جس روز تم نے مجھ سے پیار کا اظہار کیا تھا، وہی میری پیدائش کا دن ہے۔

''مجھے پرواہ نہیں
نجومی کیا کہتے ہیں
کافی کی پیالی میں رہ جانے والی لکیروں سے
کیا ظاہر ہوگا
یہ صرف تمہاری آنکھیں ہیں
جو کوئی بھی پیش گوئی کرسکتی ہیں
اور وہ صحیح ثابت ہوگی''۷

نزار کی نظموں میں مکمل سپردگی کے بغیر محبت کے ہونٹوں کی تشنگی نہیں بجھ سکتی۔ وہ محبوب کے تبسم زیرلب،

پلکیں جھکانے یا خاموشی کو ہاں سمجھنے کے تصور سے نالاں نظر آتے ہیں ۔نزار جس طرح عورت کو معاشرے میں ہر شعبہ زندگی میں مرد کے شانہ بشانہ دیکھنے کے متمنی تھے اسی طرح کار محبت میں بھی وہ محبوبہ کی فرزانگی سے زیادہ دیوانگی کا اثبات چاہتے ہیں۔

میری محبوبہ
اگر تمہاری دیوانگی میری دیوانگی کے برابر ہے
تو سارے گہنے اتار دو
آرائش بھی چھوڑ دو
زیبائش بھی پونچھ دو
اور میری آنکھوں میں سو جاؤ[۸]

نزار قبانی کی صدرنگی محبت کا ایک رنگ حیرت سے عبارت ہے ۔لمس کی خوشبوؤں میں رچا بسا پیار اس خوشبو کی طرح حملہ آور ہوتا ہے جو کوئی عورت سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہے اور اس خوشبو کی زد میں آیا ہوا دلِ شاعر فقط حیرت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ کون ہے جو اس چائے خانے میں غیر مرئی طور پر داخل ہو جاتا ہے۔ جب وہ اپنی نظم کے پاس بیٹھا ہوتا ہے اور یوں پاس بیٹھی ہوئی نظم الہام کے دسترخوان کو ویران کر کے چلی جاتی ہے محبت کی دنیا دراصل حیرت کی دنیا ہے۔ اسی لیے وہ اپنی محبوبہ کو معجزے جیسی حیران کرنے والی ہستی سے تعبیر کرتا ہے۔

نزار قبانی کی محبت ، بیسویں صدی کے مصروف انسان کے معمولات کے تناظر میں بڑا دلچسپ پہلو رکھتی ہے۔ ظاہر ہے محبت کو کارِ مسلسل مانا گیا ہے جس میں آپ ایک لمحہ بھی پس انداز نہیں کر سکتے۔ لیکن جدید آدمی کا دفتر ہو یا کاروبار، وہ پورے مرد سے بھی زیادہ ہونے کا متقاضی رہتا ہے اور فائلوں کے ڈھیر، متھ آف سسی فس کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ یہاں بیسویں صدی کے فرد کی "Pre occupied" ذہنی صورت حال اور جھنجھلاہٹ واضح ہے۔

''یاسمیں کے گلوبند کی طرح خالص
اور آلو بخارے کی جلد کی نرمی کے ساتھ
تم نے میری زندگی میں اپنا راستہ بنالیا ہے
تسلط جمالیا ہے
مجھے چھوڑ و!
میری کتاب کے صفحوں سے نکلو!
میرے بستر کی چادر سے اترو!
میرے کافی کے کپ سے باہر آؤ

چینی کے چمچے کو چھوڑ دو
میری قمیص کے بٹن سے اتر و
میرے رومال کی تہوں سے باہر نکل آ ؤ
میری تمام چھوٹی چھوٹی چیزوں کو چھوڑ دو
مجھے کام پر جانے دو''۹

محبت کے روایتی تصورات بھی نزار کے یہاں نظر آتے ہیں۔ جیسے شناسائی کی بات کو بہ پھیل جاتی ہے۔ اس لیے نزار بھی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی کو ہرگز نہیں بتائیں گے لیکن لوگ ان کی محبت کو ان کی آنکھوں میں نہا تا دیکھ لیں گے اور بغیر بتائے وہ لفظوں کی چادر میں لپٹی ہوئی حسینہ کو شناخت کرلیں گے۔

روایتی موضوع کے باوجود رسمی اظہار محبت سے تنفر کا احساس بھی نمایاں ہے کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ لغات، قاموس، خطوط اور ناولوں کے تمام الفاظ مرچکے ہیں۔ یہاں ڈی ایچ لارنس کا جملہ یاد آتا ہے کہ ''لوگوں نے دنیا کے حسن کو دیکھ دیکھ کر تباہ کر دیا ہے۔'' نزار کوئی منفرد طرز ادا تلاش کرتے دکھائی دیتے ہیں اور قاری بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ وہ اس میں اس حد تک تو کامیاب ہو چکے ہیں کہ ان کی مترجمہ شاعری بھی اس جادو کی طرح ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ ان کے یہاں محبت کی کایا کلپ میں ایک دو نہیں سب چیزیں بدل جاتی ہیں۔

''جب سے مجھے تم سے پیار ہوا ہے
چراغ زیادہ روشنی دینے لگا ہے
تحریر خوشبودار ہو گئی ہے
سب چیزیں بدل گئی ہیں
بچہ بن گیا ہوں
سورج سے کھیلنے والا بچہ
اور مجھ پر تمہارے بارے میں
تحریریں نازل ہونے لگی ہیں''۱۰

وقت ہمیشہ سے ادب اور فلسفے کا مستقل موضوع رہا ہے۔ فلسفہ زمان کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے والوں اور سراغ پانے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ اردو میں بھی بڑے تخلیقی ذہن اقبال کی 'مسجد قرطبہ' ہو یا قرۃ العین حیدر کا ناول 'آگ کا دریا' وقت کی قوتِ تسلسل کی قصیدہ خوانی یا نوحہ خوانی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وقت کی طاقت پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا لیکن محبت میں وہ دم خم ہے کہ وقت کے بازوؤں کو بھی باندھ سکتی ہے۔ نزار قبانی نے انسانی قلب کی طاقتوں کا سرچشمہ محبت کو قرار دیا ہے۔

جب میں تم سے محبت کرتا ہوں

تو ایران کا بادشاہ
میرے پیروکاروں میں سے ایک ہو جاتا ہے
چین کو اپنے احکامات کا تابع بنالیتا ہوں
سمندروں کو ان کے معمول کے علاقوں سے ہٹا دیتا ہوں
اور اگر چاہوں تو
وقت کے بازو بھی قابو میں کر سکتا ہوں! [۱۱]

پیار کرنے والے کا وجود کبھی تو سیال روشنی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی نظمیں یوں محسوس ہوتی ہیں جیسے حدِ نگاہ تک پھیلے کھیتوں میں لہلہاتے پھول ہیں۔نزار قبانی کی محبت صد رنگی محبت ہے۔اسے صرف دہکتے ہوئے چہرے ہی نہیں عورت کی آنکھ کے آنسو بھی بھلے معلوم ہوتے ہیں۔وہ کسی گم گشتہ محبوب کا عکس دس سال بعد بھی پہلو میں نیزے کی انی کی طرح موجود پاتا ہے۔اس کی محبت کے ہاتھوں میں کاسہ دلیل نہیں ہوتا اس لیے اس کی محبت پانی پر بھی چل سکتی ہے کیونکہ محبت معجزے کی ایک صورت ہے۔وہ جب محبوب کی آنکھوں میں داخل ہوتا ہے تو گویا جادو سے اُڑنے والے قالین پر سوار ہو جاتا ہے۔اس کی محبت لفظوں سے بلند ہے لہٰذا وہ چپ رہنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔اس کی محبت ہمیشہ ارتقا اور نمو اور ارتقاع کے مرحلوں میں رہتی ہے وہ محبوبہ جسے کبھی وہ مرمر کے جنگل کی طرح آر پار دیکھنے کا متمنی ہوتا ہے۔پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ کسی خوبصورت بھید کی طرح بس رازوں میں لپٹی رہے۔اس کی محبت خوبصورت نظم کی طرح چلتی ہوئی اس کے پاس آتی ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ شہد جیسی شیریں، ہیرے جیسی خالص اور معجزے جیسی حیران کرنے والی ہے۔

وہ اپنی محبت کے حصول کے لیے قبیلے کے قانون کے خلاف بغاوت میں اپنے خلاف خود گھنٹیاں بجانے پر ہمہ تن آمادہ رہتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وحشی زہر میں ڈوبے ہوئے نیزے لے کے اس کے پیچھے بھاگیں گے۔اس کے سر کو فلسطینی مالٹے کی طرح شہر کے صدر دروازے میں لٹکانے کے لیے شہر کا شہر بے تاب ہوگا۔لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتا ہے کہ پرندے اس کے ساتھ مل کر گیت گائیں گے۔وہ اپنے سر کی قیمت رکھے جانے پر کیوں خائف نظر نہیں آتا۔ایک وجہ یہ بھی ہے:

''میں کبھی بادشاہ نہیں تھا
کسی شاہی گھرانے میں پیدا نہیں ہوا
مگر یہ سوچ کر کہ تم میری ہو
محسوس کرتا ہوں
پانچ براعظموں پر اپنی طاقت
ان لوگوں پر حکومت کرنے کی طاقت

جو کبھی کسی کے محکوم نہیں ہوئے
اور نظام شمسی کے ساتھ کھیلنے کی طاقت
جیسے بچے سیپیوں کے ساتھ کھیلتے ہیں
میں کبھی بادشاہ نہیں تھا
میں بادشاہ بننا بھی نہیں چاہتا تھا
مگر جب تمہیں
اپنی ہتھیلی پر سوئے ہوئے دیکھتا ہوں
یوں لگتا ہے
جیسے میں زارِ روس ہوں!
شہنشاہِ ایران ہوں ۱۲

نزار قبانی کی شاعری میں جہاں محبت کی سرشاری، سپردگی، دیوانگی اور لطافت ہے وہاں اس جذبے کی انسانی رشتوں میں شکستگی کے مناظر بھی ملتے ہیں۔ یہ بھی صدرنگی محبت کا ایک رنگ ہے۔ زہر خوردہ جسم کی رنگت جیسا۔

میں سفر سے اکتا گیا ہوں
اکتاہٹ سے بھی اکتا گیا ہوں
کیا تمہارے پاس کوئی حل ہے
اس تلوار کا
جو میرے اندر اتر گئی ہے ۱۳

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا فسانہ تھا، کے مصداق جب شاعر خوابوں کے سرابوں سے نکلتا ہے، وعدوں کے غباروں سے ہوا نکل جاتی ہے تو اسے ایک نیا نروان ملتا ہے کہ، ہم محبت کے حاشیے پر دو صفرے ہیں۔ ذیل کی نظم میں دیکھیے احساس زیاں کے نیزے کی انی کہاں تک اتر گئی ہے۔

یہ کوئی اہم بات نہیں
کہ تم اپنا بیگ اٹھاؤ اور چلی جاؤ
تمام عورتیں
بیگ اٹھاتی ہیں اور چلی جاتی ہیں
جب وہ غصے میں ہوتی ہیں
یہ کوئی اہم بات نہیں
کہ میں نے اپنا سگریٹ

کرسی کی گدی پر بجھا دیا ہے
تمام مرد یہی کرتے ہیں
جب وہ غصے میں ہوتے ہیں
معاملہ اتنا آسان نہیں ہے
اور ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے
ہم محبت کے حاشیے پر دو صفرے ہیں
کچی پنسل سے کھنچی ہوئی دو لکیریں

اہم بات یہ ہے
کہ سمندر نے جو سنہری مچھلی ہماری طرف اچھالی تھی
وہ ہماری انگلیوں سے مسلی گئی ہے''

شکست خواب محبت کے کچھ اور مناظر بلا تبصرہ دیکھیے:

''اگر مصالحت کا وقت گزر چکا ہے
اور یاسمین کا موسم بیت گیا ہے
تو پھر اپنی آواز کیوں استعمال کرتی ہو؟
مجھے دوبارہ قتل کرنے کے لیے
تمہاری آواز میں میخیں ہیں
اور مرا جسم زخموں سے سجا ہوا ہے
خون کی چادر کی طرح!
تمہاری وجہ سے ہی میں نے دریافت کیا
زرد لفظوں میں لکھنے کا مزہ
زرد خیالوں میں سوچنے کا مزہ''[۱۴]

تم نیلے رنگ کی یادوں کی کتاب میں نہیں رہو گی
خطوط کے پلندے میں بھی نہیں
کسی بچے کی مٹھائی کے اندر بھی نہیں
کسی رنگین پتنگ کی اڑان میں بھی نہیں
تم لفظوں کے درد میں
اور نظموں کی اذیت میں بھی نہیں رہو گی

تم نے اپنے آپ کو میرے بچپن کے باغات سے بھی جلا وطن کر لیا ہے
تم اب شاعری بھی نہیں ہو'' ۱۵

مجموعی طور پر نزار قبانی کی شاعری کے رومانوی تناظر کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ جذبۂ محبت کا کوئی رنگ اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔عورت اور مرد کی شخصیت میں محبت کی سرشاری بھی نمایاں ہے اور نامرادانِ محبت کی شخصیت میں پڑنے والی دراڑوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ بقول منو بھائی:

''نزار قبانی کی رومانوی شاعری میں انسانیت کو حیوانیت یا شہوانیت پر فوقیت حاصل ہے۔نزار کی محبوبہ محض ظاہری حسن و جمال سے ترتیب پانے والا بدن ہی نہیں ہے اس کے پاس ذہن، دل اور دماغ بھی ہے۔نزار کے رومان میں دونوں فریق...... مرد اور عورت برابر کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی مساوی ضرورت بنتے ہیں۔اس میں مرد عورت کو شکار نہیں کرتا اس سے پیار کرتا ہے۔نزار قبانی آزادیٔ نسواں کے بہت بڑے حامی بلکہ علمبردار تھے اور انہیں عرب معاشرے سے جائز طور پر شکایت تھی کہ اس میں خواتین کے حقوق اور ان کی آزادی کا احترام نہیں کیا جاتا۔'' ۱۶

حواشی:

۱۔ منو بھائی،مترجم،محبت کی ایک سو ایک نظمیں (نزار قبانی)،(لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۱۹۹۹ء)،ص:۳۴

۲۔ Annemarie Schimmel "Trans.", Look This is Love, (Rumi), Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2008.

۳۔ منیر الدین احمد،مترجم،جیون سائے (ایرش فریڈ)،لاہور،۱۹۹۶ء،ص:۶۵

۴۔ نزار قبانی،محبت کی ایک سو ایک نظمیں،ص:۱۵

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ ایضاً،ص:۱۱

مآخذ:

۱۔ منو بھائی،مترجم،محبت کی ایک سو ایک نظمیں نزار قبانی)،(لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء۔

۲۔ منیرالدین احمد،مترجم،جیون سائے (ایرش فریڈ)،لاہور،۱۹۹۶ء۔

۳۔ Annemarie Schimmel "Trans.", Look This is Love, (Rumi), Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2008.

☆☆☆